دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ

اور اس کے مختلف ایڈیشن: ایک جائزہ

پروفیسر آفاق حسین صدیقی

D-136، فردوس نگر، PGBT بنگلہ، بھوپال۔462038، موبائل: 9229673388

بیسویں صدی کی تیسری دہائی کی ابتدا (۱۹۲۱ء) میں دیوانِ غالبؔ جدید المعروف نسخۂ حمیدیہ کی اہمیت اور مقبولیت کا بڑا سبب اس دیوان میں قلمی نسخۂ غالبؔ مکتوبہ ۱۲۳۷ ہجری کے مرزا غالبؔ کے درج ایسے ۱۶۴۰ اشعر اور (غزلیات کے ۱۱۱ قصائد کے ۴۲ اور رباعیات کے ۲) ۱۵۵ تصحیح شدہ کل ۱۷۹۵ اشعر شامل تھے، جو اس وقت تک مرزا غالبؔ کے کسی بھی متداول دیوان میں شامل نہیں تھے۔ قلمی دیوان غالبؔ ۱۲۳۷ھ ''نسخۂ بھوپال'' کے حمیدیہ لائبریری بھوپال سے دریافت ہونے کی داستان بارہا بیان کی جاتی رہی ہے۔ اس لیے اس سے قطع نظر یہاں صرف یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ''دیوانِ غالبؔ جدید'' (نسخۂ حمیدیہ نہیں) کی ترتیب کا کام ۱۹۱۶ء میں انجمن ترقی اردو ہند کے لیے ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری کے سپرد کیا گیا تھا۔ دیوانِ غالبؔ جدید کی ترتیب کا منصوبہ انجمن ترقی اردو ہند نے ۱۹۱۴ء میں بنایا تھا اور اس سلسلہ میں انجمن کے آنریری سکریٹری مولوی عبدالحق نے ''رسالہ الناظر'' بابت مئی ۱۹۱۴ء کو ایک مراسلہ بھی شائع کروایا تھا۔ احتیاط واہتمام سے دیوان مرتب کرنے کی ذمہ داری جناب سید ہاشمی فرید آبادی کے سپرد کی گئی تھی (رپورٹ متعلق اجلاس ہفت و ہشتم آل انڈیا محمڈن اینگلو اورینٹل ایجوکیشن کانفرنس راولپنڈی ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء، صفحہ: ۱۴۸۔۱۴۹) لیکن ۱۹۱۶ء میں ہی سر راس مسعود کی فرمائش پر نظامی پریس بدایوں کے مطبوعہ دیوان غالبؔ کے منظرِ عام پر آنے کی بنا پر انجمن کا منصوبہ سرد پڑ گیا تھا، لیکن بجنوری نے ولایت سے واپس آنے کے بعد ۱۹۱۶ء میں جب اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر لی تو یہ کام ان کے سپرد کر دیا گیا۔ بجنوری نے کام شروع کرنے کے ساتھ کلامِ غالبؔ پر وہ تبصرہ بھی لکھنا شروع کر دیا تھا جو بعد میں ''محاسن کلامِ غالبؔ'' کے عنوان سے منظرِ عام پر آیا۔ دیوان غالبؔ جدید کی ترتیب کے سلسلہ میں جناب سید ہاشمی فرید آبادی نے بھوپال آکر دیوان کا وہ مبیضہ بھی بجنوری کے سپرد کر دیا تھا جو وہ تیار کر چکے تھے۔ اس کا ثبوت مولوی عبدالحق کو لکھے گئے بجنوری کے مکتوب مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۱۶ء سے ملتا ہے۔ اسی دوران میں مئی ۱۹۱۸ء میں جب بھوپال کی حمیدیہ لائبریری میں مولانا عبدالسلام ندوی کو مرزا غالبؔ کے کلام کا قلمی دیوان دستیاب ہوا تو بجنوری کو دیوانِ غالبؔ جدید کے لیے اور مواد میسر آ گیا اور انھوں نے اس کے لیے ایک نیا منصوبہ بنالیا اور اس منصوبے سے مولوی عبدالحق کو بھی مطلع کر دیا، لیکن قلمی دیوان ان کی تحویل ۴/اگست ۱۹۱۸ میں آنے کے صرف تین ماہ گزرنے پر ہی بجنوری کی ناگہانی وفات (۷/نومبر ۱۹۱۸ء) نے اس منصوبے کو ختم کر دیا۔ بجنوری کی وفات کے بعد ان کی اکثر ذمہ داریاں ڈائریکٹر تعلیمات مفتی انوارالحق کو منتقل کی گئیں تو انھوں نے دوسری انتظامی نوعیت کی ذمہ داریوں کے ساتھ ''دیوانِ غالبؔ جدید'' کی ترتیب کی نازک ذمہ داری بھی قبول کر لی اور بجنوری نے اس سلسلہ میں جو مواد جمع کیا تھا اس سب کو اپنی تحویل میں لے لیا، اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ حمیدیہ لائبریری سے ۴/اگست ۱۹۱۸ء کو دیوانِ غالبؔ کا قلمی نسخہ جو بجنوری کے نام سے جاری ہوا تھا اس کی واپسی ۹/مارچ ۱۹۲۴ء کو مفتی انوارالحق کے ذریعہ ہوئی تھی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۹۱۶ء میں سید ہاشمی نے مجوزہ ''دیوانِ غالبؔ جدید'' کا جو مبیضہ بجنوری کے سپرد کیا تھا وہ بھی ہنوز پردۂ خفا میں ہے، اس دوران میں انجمن ترقی اردو ہند اور ریاست بھوپال کے درمیان میں ''دیوانِ غالبؔ جدید'' کے سلسلہ میں خط وکتابت بھی ہوئی اور اختلافات بھی، لیکن چوں کہ قلمی دیوانِ غالبؔ بھوپال میں دستیاب ہوا تھا اس لیے اس کی اشاعت کو اہلِ بھوپال نے اپنے وقار کا مسئلہ بنالیا تھا، کیا ہی اچھا ہوتا کہ معاملہ قلمی دیوان کی اشاعت تک محدود رہتا، لیکن قیاس ہے کہ مفتی انوارالحق نے خود کو غالبؔ شناس ثابت کرنے اور نواب زادہ حمیداللہ خاں کی نظروں میں وقار حاصل کرنے کی غرض سے ''دیوانِ غالبؔ جدید'' کی ترتیب کا بیڑا اٹھالیا، اس طرح ۱۹۲۱ء میں ''دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ ''نسخۂ حمیدیہ'' مفید عام پریس آگرہ میں شائع ہوکر منظرِ عام پر آیا۔ خیال رہے کہ ''دیوانِ غالب جدید بہ المعروف بہ ''نسخۂ حمیدیہ'' کی ابتدائی جلدیں جن کے سرورق پر پریس لائن میں اشاعت کا سال ۱۹۲۱ء درج ہے بغیر بجنوری کے تبصرے کے (جسے بعد کی جلدوں میں مقدمہ لکھا گیا ہے) منظرِ عام پر آئی تھیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مفتی انوارالحق کی تمہید میں اس ذیل میں

بجنوری کی کوششوں، کاوشوں، تجاویز اور منصوبے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ صفحہ ۱۲ پر صرف ایک جملہ درج ہے:

''اس کتاب میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم کا مبسوط مقدمہ شائع ہو رہا ہے'' اور تحریر بعنوان ''عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم'' صفحہ (۲۵ تا ۳۱) کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے:

> ''چنانچہ انھیں توقعات پر مرحوم کے مقدمۂ دیوان غالبؔ نے عرصہ تک اِدھر اُدھر کی سیر کی اور مہینوں نہیں بلکہ برسوں تک ان کے بعض دلی دوستوں کی میز نسیاں کا زینت افروز رہا اور اسی وجہ سے اس دیوان کی اشاعت میں اس قدر تاخیر ہوئی، لیکن افسوس کہ ان سب کاوشوں کا انجام حسرت اور ناکامی کے سوا اور کچھ نہ ہوا۔''

قیاس ہے کہ بعد میں بجنوری کا تبصرہ جو وہ انجمن ترقی اردو ہند کے مجوزہ ''دیوانِ غالبؔ جدید'' کے لیے تحریر کر رہے تھے جب انجمن ترقی اردو کے رسالے ''اردو'' بابت جنوری ۱۹۲۱ء میں ''محاسنِ کلامِ غالبؔ'' کے عنوان سے شائع ہوا تو مفتی انوارالحق نے اسے مقدمے کے طور پر دوسری (بعد کی) جلدوں میں صفحہ ۳۳ سے صفحہ ۱۳۹ تک شامل کر دیا اور دوسرے سرورقوں پر جن پر تاریخ اشاعت درج نہیں ہے مع مقدمہ ''فخرِ قوم جناب عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم بی. اے، ایل. ایل. بی بیرسٹر ایٹ لا، ڈی. جے'' کی عبارت درج کر دی۔ کیوں کہ اس دور کے حالات میں بجنوری کے مقدمہ کی شمولیت مصلحت کا بھی تقاضا تھا اور ''دیوانِ غالبؔ جدید'' کے اعتبار اور مقبولیت کی ضرورت بھی۔ ''دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ'' مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۹۲۱ء کے مرتب مفتی انوارالحق نہ تو محقق تھے، نہ ماہر غالبیات نہ ہی غالبؔ شناس۔ ''دیوانِ غالبؔ جدید'' کی ترتیب کا کام ان کے شوق و ذوق کا نتیجہ نہیں بلکہ احکامِ خسروی کی بجا آوری کا رہینِ منت اور واہ واہی حاصل کرنے کے شوق کے مترادف تھا، جس کی بنا پر نسخۂ حمیدیہ جو فارسی قصیدہ بہر ترویج کے ۶۰ اشعار ملا کر ۱۳۵۵۴ اشعار کا مجموعہ ہے، دواوین غالب کے باب میں تحقیق کی کوتاہیوں، اندراجات، اشعار کی لاپروائیوں، انتخابات کی جلد بازیوں اور دوسری بہت سی خامیوں اور اغلاط کا مجموعہ ہے، یہاں تفصیل میں جانے کا موقع نہیں صرف ایک مثال کافی ہوگی کہ ''دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ'' مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ کے نظمیہ اوراق کے صفحہ ۲۴۷ پر کلامِ غالب کے ذیل میں امیر مینائی کا درج ذیل شعر درج ہے:

دل آپ کا کہ دل میں ہے جو کچھ سب آپ کا؟
دل لیجیے مگر مرے ارماں نکال کے

''دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ'' کی اشاعت کے بعد بیرونِ بھوپال کے جن ماہرین غالبیات نے قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۲۳۷ھ کو پیشِ نظر رکھ کر اس کا جائزہ لیا ہے ان میں ڈاکٹر عبداللطیف حیدرآباد، پروفیسر حمید احمد خاں لاہور اور مولانا امتیاز علی خاں عرشی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان تینوں حضرات نے قلمی نسخہ دیوانِ غالبؔ کی روشنی میں اور دوسرے متداول دیوان کے پیشِ نظر نسخۂ حمیدیہ مرتبہ مفتی انوارالحق میں بہت سی غلطیوں، کوتاہیوں اور خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی دوبارہ اشاعت کو ادبی جرم قرار دیا تھا۔ انھوں نے لکھا ہے:

> (ا) ''غرض کتاب میں اتنی غلطیاں ہیں کہ اس کی اشاعتِ ثانی اصل سے مقابلہ کیے بغیر سخت ادبی جرم ہوگا۔ (امتیاز علی خاں عرشی۔ دیوانِ غالبؔ۔ نسخۂ عرشی، دیباچہ، ص: ۱۱۳)

اسی طرح دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ میں شامل متداول دواوین سے منتخب کلام کے سلسلہ میں مالک رام صاحب نے لکھا ہے:

> ''میرزا کی وفات کے بعد خدا معلوم دیوان کتنی مرتبہ چھپا اور اس میں کتابت کی غلطیاں داخل ہوتی گئیں۔ نسخۂ حمیدیہ کے مرتب نے جب مطبوعہ کلام اپنے ہاں شامل کیا تو ان اغلاط کو جوں کا توں لے لیا اور ان کی درستی کے لیے کوئی کوشش نہیں کی۔ اس لحاظ سے نسخۂ حمیدیہ جامع الاختلافات بلکہ جامع الاغلاط کہلانے کا مستحق ہے''۔ (دیوانِ غالبؔ، مرتبہ مالک رام، آزاد کتاب گھر دہلی، مقدمہ صفحہ: ۳۳)

امتیاز علی خاں عرشی کے نسخۂ حمیدیہ کے ملاحظہ جنوری ۱۹۴۴ء کے بعد قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۲۳۷ھ چوں کہ لاپتہ ہو گیا تھا، ادھر ۱۹۵۷ء میں آزاد کتاب گھر دہلی نے مرتبہ مالک رام صاحب اور ۱۹۵۸ء میں انجمن ترقی اردو ہند نے دیوان غالب امتیاز علی خاں عرشی کے علاوہ اور دوسرے بہت سے نسخوں کی اشاعت عمل میں آ چکی تھی اس لیے قلمی دیوان غالبؔ مکتوبہ ۱۲۳۷ھ کی طرح دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ مع اپنی اغلاط کے طاق نسیاں کی زینت بن گیا تھا۔

۱۹۶۹ء میں غالبؔ صدی کے غلغلہ میں جب غالبیات کے میدان میں تنقید و تحقیق، تلاش و جستجو کا سلسلہ شروع ہوا تو خصوصاً بھوپال سے تعلق رکھنے والے شائقین غالبؔ و ماہرین غالبیات ڈاکٹر ابو محمد سحر، پروفیسر عبدالقوی دسنوی، ڈاکٹر سید حامد حسین اور ڈاکٹر حنیف نقوی وغیرہ دانشوروں نے ''دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ'' پر بھی توجہ دی، اسی دوران میں پاکستان میں پروفیسر حمید احمد خاں (لاہور) کے مرتبہ ''دیوانِ غالبؔ نسخۂ حمیدیہ'' کی اشاعت عمل میں آئی جو بقول ڈاکٹر ابو محمد سحر

’’ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں‘‘ (غالبیات صفحہ ۱۳۱) کیوں کہ پروفیسر حمید احمد خاں نے اس نسخہ کو ’’نسخۂ حمیدیہ‘‘ مرتبہ مفتی انوار الحق کے برخلاف صرف نسخۂ بھوپال کے کلام کو اصلی ترتیب اور متن وحواشی کے امتیاز کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کیا ہے۔ خیال رہے کہ پروفیسر موصوف نے ۱۹۳۸ء میں نسخۂ بھوپال کا مطالعہ کیا تھا اور مفصل یادداشتیں نوٹ کرلی تھیں۔ پروفیسر حمید احمد خاں کا مرتبہ نسخہ دیوانِ غالبؔ منظرِ عام پر آنے کے بعد جب محققین غالبؔ نے دیوانِ غالب جدید المعروف بہ ’نسخۂ حمیدیہ‘ مرتبہ مفتی انوار الحق کا جائزہ لیا تو یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ نسخۂ حمیدیہ تحقیقی کوتاہیوں، ترتیب کی غلطیوں اور طباعت کی غلطیوں نیز دوسری کوتاہیوں اور فروگزاشتوں کا مجموعہ ہے۔ ڈاکٹر حامد حسین نے ان کے طویل تحقیقی مقالے بعنوان ’’دیوانِ غالبؔ کے دو تاریخی نسخے‘‘ میں تفصیل کے ساتھ غلطیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔

(ملاحظہ ہو ماہنامہ ’شاعر‘ جلد ۵۷، شمارہ ۲، فروری ۱۹۸۶ء ص: ۲۷ تا ۸۳۹)

عہدِ حاضر میں اگرچہ مرزا غالبؔ کی عظمت، اہمیت، قدر، مقام ومرتبہ اور مقبولیت کسی کی محتاج نہیں ہے۔ لیکن غالبؔ سے عقیدت کے اظہار، ان کی عظمت کے اعتراف اور بھوپال اور مدھیہ پردیش سے ان کے مخلصانہ تعلقات سے خاص و عام کو روشناس کرانے کا تقاضا تھا کہ ’’دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ‘‘ مرتبہ مفتی انوار الحق کے سلسلہ میں محققین، ماہرین اور شائقین غالبیات نے جن کوتاہیوں، خامیوں، اغلاط وغیرہ کی نشاندہی کی ہے ان سب کو پیشِ نظر رکھ کر مذکورہ دیوانِ غالبؔ کا اصلاح شدہ اور اغلاط سے پاک ومعتبر نسخہ مرتب کرکے شائع کیا جاتا، لیکن مقامِ عبرت ہے کہ اردو اکادمیوں نے اپنی کارکردگی کا کھوکھلا مظاہرہ کرنے کے لیے ’’دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ‘‘ جو ۲۶×۲۰ = ۸ سائز کے دبیز کاغذ پر شائع ہوا تھا اس کا پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن اُتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ نے سلسلہ مطبوعات نمبر ۶۳ مع پیش لفظ محمود الٰہی صاحب مرحوم محررہ ۲۰/ستمبر ۱۹۸۲ء میں کتابی سائز پر شائع کردیا، اس کے بعد غالباً مدھیہ پردیش اردو اکادمی نے مسابقت کے تحت اس کا ایک اور عکسی ایڈیشن سلسلہ مطبوعات مدھیہ پردیش اردو اکادمی ۱۵۔ ۳۶×۲۳ = ۱۶ کے سائز کے کاغذ پر ۱۹۸۲ء میں شائع کیا۔ یہ ایڈیشن ۴۸۸ صفحات پر مشتمل تھا اور اس میں ستم یہ کیا گیا کہ اصل نسخہ پر درج صفحات کی ترتیب بدل دی گئی۔ حصّۂ نثر کے صفحات کو حصّۂ نظم کے صفحات سے جوڑ کر مسلسل کردیا گیا اور حاشیے میں درج اندراجات کے صفحات کے نمبروں پر کوئی توجہ نہیں دی گئی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری کتابوں اور تحریروں وغیرہ میں دیے گئے نسخہ حمیدیہ مطبوعہ ۱۹۲۱ء کے حوالوں کے نمبر عکسی ایڈیشن کی ترتیب میں خلط ملط ہوگئے ہیں مثلاً عکسی ایڈیشن کے صفحہ ۳۳۳ کے حاشیے پر درج ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۱۔ یہ نسخۂ حمیدیہ مطبوعہ ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۲۱۱ ملاحظہ کرنے کے لیے ہے جب کہ عکسی ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ ۳۵۷ پر درج ہے، اسی طرح امیر مینائی کا شعر دل آپ کا؟ دل میں ہے جو کچھ سب آپ کا ’نسخۂ حمیدیہ مطبوعہ ۱۹۲۱ء کے صفحہ نمبر ۲۴۷ پر درج ہے عکسی ایڈیشن کے صفحہ ۳۹۳ پر درج ہے وغیرہ وغیرہ۔

دورِ حاضر میں دیوانِ غالبؔ کے معتبر نسخوں میں نولکشور پریس لکھنؤ، نظامی پریس بدایوں، تاج کمپنی لاہور، نامی پریس وغیرہ کے مطبوعہ نسخوں کے متفرق ایڈیشنوں کے علاوہ آزاد کتاب گھر دہلی کا مطبوعہ ۱۹۵۷ء دیوانِ غالبؔ مرتبہ مالک رام، انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ کا مطبوعہ (۱۹۵۸ء) دیوانِ غالبؔ نسخۂ عرشی، ہندوستانی بک ٹرسٹ کا مطبوعہ اردو ہندی میں سردار جعفری کا مرتبہ دیوانِ غالبؔ، صدسالہ یادگار کمیٹی دلی کا مطبوعہ دیوان غالبؔ مرتبہ مالک رام، صدسالہ یادگار کمیٹی بمبئی کا مرتبہ دیوانِ غالبؔ کے علاوہ پروفیسر حمید احمد خاں کا لاہور کا مرتبہ نسخۂ حمیدیہ اور ۵۶۴ صفحات پر مشتمل ’’دیوانِ غالب کامل‘‘ مرتبہ کالی داس گپتا رضا مطبوعہ ۱۹۹۵ء اور ۲۰۰۰ء) جس میں کلامِ غالبؔ کے ۴۱۷۹ شعر اور ۸۳۵۷ مصرعے درج ہیں، منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

اس کے علاوہ دواوین غالبؔ کے قلمی نسخوں کے باب میں دو خوش گوار اضافے یہ ہوئے کہ ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو اکیسویں صدی میں دیوانِ غالبؔ کا ایک مخطوطہ دستیاب ہوا ہے جو نواح دہلی کی یادگار ہے۔ یہ پہلا نسخہ ہے جو کسی غیر مسلم صاحب رام جی کو پیش کیا گیا ہے۔ صاحب رام جی ہنڈن کے رئیس وزمیندار تھے، نسخہ کے کاتب کا نام منوہر لعل ولد شیو لال بن دھیرج لال ہے، نسخہ کی تکمیل کی تاریخ ۲۵/مئی ۱۸۶۹ عیسوی مطابق ۱۲/صفر ۱۲۸۶ھ روز شنبہ بوقت شش گھڑی درج ہے۔ غالبیات کے میدان میں دوسرا بڑا واقعہ ۲۰۱۵ء میں گمشدہ نسخۂ بھوپال مکتوبہ ۱۲۳۷ھ کی بازیافت ہے۔ یہ نسخہ جو جنوری ۱۹۴۴ء کے بعد سے لاپتہ تھا لندن کے کتابوں کے ایک تاجر سے ڈھاکہ کے شہاب ستار صاحب جو نوادرات سے دلچسپی رکھتے ہیں، انھوں نے حاصل کیا اور اس کی ڈیجیٹل کاپی تیار کرکے مخطوطہ پروفیسر مہر افشاں فاروقی ریسرچ اسکالر ورجینا یونیورسٹی امریکہ کے مفصل تعارف کے ساتھ شائع کردیا ہے۔ جو بلاشبہ غالبیات کے باب میں ان کا کارنامہ ہے۔

لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ دیوانِ غالبؔ کے مذکورہ معتبر ایڈیشن اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے دلکش ایڈیشن منظرِ عام پر آنے کے بعد اور ’’دیوانِ غالبؔ جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ‘‘ مرتبہ مفتی انوار الحق مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۹۲۱ء کے اغلاط و خامیوں کے سلسلہ میں

ماہرین غالبیات اور محققین کی بے حساب تحریریں شائع ہونے اور اغلاط، خامیوں، کوتاہیوں کی نشاندہی اور مرحوم امتیاز علی خاں عرشی اور مالک رام صاحب کی تنبیہ کے باوجود دیوانِ غالب جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ مرتبہ انوار الحق مطبوعہ ۱۹۲۱ء مفید عام پریس آگرہ کے نئے ایڈیشن کی اشاعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، اس کی مثال حکومت مدھیہ پردیش کے محکمۂ ثقافت کے تحت مدھیہ پردیش اردو اکادمی بھوپال کے زیرِ اہتمام مذکورہ نسخہ کی دوسری اشاعت ۲۰۱۶ء ہے۔ مذکورہ ایڈیشن ۳۶×۲۳=۱۶ سائز کاغذ کے ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مذکورہ ایڈیشن کی کمپوزنگ اردو اکادمی کے عکسی ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۸۲ء کے مطابق ہی ہے۔ نسخے کے متن کی غلطیوں، خامیوں اور کوتاہیوں وغیرہ سے قطع نظر مدھیہ پردیش اردو اکادمی کے شائع کردہ ایڈیشنوں کے پہلے ایڈیشن کے صفحات نمبر اور حاشیوں پر درج صفحات نمبر کے اختلافات نے بڑی الجھنیں پیدا کردی ہیں۔ مؤخر الذکر ایڈیشن میں صفحات کا سائز کم کرنے کی بنا پر بعض عبارتیں گنجلک ہوگئی ہیں تو بعض حاشیوں پر درج اشعار غائب ہوگئے ہیں، تینوں ایڈیشنوں کے اختلافات کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) دیوانِ غالب جدید نسخۂ حمیدیہ مطبوعہ ۱۹۲۱ء نثری حصّہ صفحہ ا سرنامے سے تا صفحہ ۱۳۹ تک، نظمیہ حصّہ صفحہ ا سے صفحہ ۱۴۲ تک۔

(۲) دیوانِ غالب جدید نسخۂ حمیدیہ عکسی ایڈیشن ۱۹۸۲ء نثری حصّہ صفحہ ۸ سے صفحہ ۱۴۵ تک، نظمیہ حصہ صفحہ ۱۴۷ سے ۴۸۸ تک۔

(۳) دیوانِ غالب جدید نسخۂ حمیدیہ کمپوزنگ ایڈیشن ۲۰۱۶ء، نثری حصّہ صفحہ ۶ سے صفحہ ۹۱ تک، نظمیہ حصہ صفحہ ۹۲ سے ۳۲۰ تک۔

(۲) پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۹۵ کے حاشیے پر نوٹ ہے ''ا یہ شعر بھی حاشیے پر بعد میں بڑھایا گیا ہے'' شعر جس کی طرف اشارہ ہے ''مفت دل و جگر خلش غمزہ ہائے ناز۔ کاوش فروشیٔ مژۂ تیز یک طرف''۔ لیکن عکسی ایڈیشن کے صفحہ ۲۴۱ کے حاشیے پر یہ نوٹ درج نہیں ہے۔

کمپوز ایڈیشن کے صفحہ ۱۵۴ پر بھی یہ نوٹ نہیں ہے بلکہ صفحہ کے حاشیے پر عکسی ایڈیشن کے صفحہ ۲۴۰ کے حاشیے کا نوٹ جو 'ف' ردیف کی پہلی غزل سے متعلق ہے درج کردیا گیا ہے۔

(۳) پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۲۱۱ کے حاشیے پر صفحہ نمبر ۱۸۷ پر درج غزل کا حوالہ دیا گیا ہے، عکسی ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر ۳۵۷ کے حاشیے پر درج ہے اور لکھا ہے ملاحظہ ہو غزل صفحہ ۱۸۷، جب کہ غزل صفحہ ۱۸۷ کے بجائے عکسی ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۳۳۳ پر درج ہے۔ کمپیوٹر ایڈیشن میں حاشیہ پر نوٹ صفحہ نمبر ۲۳۲ پر درج ہے اور حوالے کے لیے صفحہ ۱۸۷ درج کیا گیا ہے جب کہ غزل صفحہ نمبر ۲۱۷ پر درج ہے۔

امیر مینائی کا شعر دل آپ کا ہے؟...... ۱۹۲۱ء کے نسخہ کے صفحہ نمبر ۲۴۷ پر درج کرنے کی غلطی عکسی ایڈیشن اور کمپیوٹر ایڈیشن دونوں میں دوہرائی گئی ہے۔ یہ شعر عکسی ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۳۹۳ پر اور کمپیوٹر کتابت پر مبنی ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۲۵۶ پر درج غزل ''سادگی پر اس کی مرجانے کی حسرت دل میں ہے'' کے مقطع کے تسلسل میں درج کردیا گیا ہے۔

(۴) ''قصیدہ فی المنقبت'' جو پہلے ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۱۳۰ اور عکسی ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۴۴۷ اور کمپوزنگ ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۲۹۲ سے شروع ہوا ہے، اس قصیدہ کے دوسرے شعر ''دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں'' کے بارے میں پہلے ایڈیشن اور عکسی ایڈیشن کے حاشیوں میں نوٹ ہے ''ا یہ مشہور مطلع قلمی نسخے میں نہیں ہے۔ غالباً بعد میں بڑھایا گیا ہے''۔ جب کہ نئے ایڈیشن ۲۰۱۶ء کے حاشیے میں درج ہے ''یہ مشہور مطلع قلمی نسخے میں ہے۔ غالباً بعد میں بڑھایا گیا ہے۔''

درج بالا چند مثالوں سے بخوبی صورتِ حال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے قطع نظر اس کے حاشیوں وغیرہ سے پیدا ہونے والی الجھنوں کے ساتھ تمام ایڈیشنوں میں تحریفات اور طباعت، قرأت وغیرہ کی غلطیاں بھی عام ہیں۔ اس سلسلہ میں مدھیہ پردیش اردو اکادمی کا کمپوز کیا گیا ۲۰۱۶ء کا ایڈیشن ''دیوانِ غالب جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ'' مطبوعہ ۱۹۲۱ء کی غلطیوں اور خامیوں میں مزید اضافہ کرنے کا باعث ہے۔ دراصل چاروں ایڈیشن بشمول ''عکسی ایڈیشن مطبوعہ اُتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ نوکر شاہی (Burecaueracy) کی کرشمہ سازی کا نمونہ ہیں۔ دیوانِ غالب جدید جو اَب بہت قدیم ہو چکا ہے اُس کے نسخۂ حمیدیہ کی اشاعتوں کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو ''مقدمہ'' کی شمولیت ہے۔ عبقری ذہن وفکر رکھنے والے دانشور اور دیدہ ور غالب شناس ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری کے عالمانہ تبصرۂ کلامِ غالب کو اس اغلاط سے پُر نسخہ کا مقدمہ بنادیا گیا ہے۔ جب کہ غالب کی شاعری پر تحریر کردہ تبصرہ اس دیوان کے لیے لکھا ہی نہیں گیا تھا اور اس تبصرہ میں اس دیوان کے بارے میں یا دریافت شدہ قلمی نسخے میں شامل نئے اشعار (۱۶۴۰+۱۵۵) کے بارے میں ایک جملہ بھی نہیں ہے۔

''دیوانِ غالب جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ'' کی تاریخی اہمیت مسلم ہے۔ اس دیوان کی پہلی اشاعت ۱۹۲۱ء کو اب سو سال پورے ہونے جارہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس کی غلطیوں کو درست کرکے اور اس کی خامیوں، فروگزاشتوں، کوتاہیوں وغیرہ سے اسے پاک کرکے نیز ایک نئے فکر انگیز مقدمے کے ساتھ اس کا ایک دیدہ زیب اور معیاری ایڈیشن شائع کیا جائے۔

◆◆◆